[redacted]

نئے لکھنے والوں سے

(نئے لکھنے والوں کے لئے ایک رہنما تحریر)

ڈاکٹر جمیل جالبی

طلبہ وطالبات کی نئی نسل میں آج بھی ایسے نوجوان موجود ہیں، جنہیں ادب سے نہ صرف دلچسپی ہے بلکہ جو ادب کو اپنے احساسات وخیالات کے اظہار کا ذریعہ بھی بنارہے ہیں۔ یہ بات بذات خود بڑی خوش آئند ہے، ان کی تحریروں سے اس بات کا بھی واضح طور پر اظہار ہوتا ہے کہ ان میں وہ فطری میلان طبع موجود ہے جو ادب کی تخلیق کے لئے انسان پیدائش کے وقت ساتھ لے کر آتا ہے۔ جب یہ فطری صلاحیت موجود ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر صحیح سمت میں سفر کیا جائے اور اس سفر کی صحیح تیاری کی جائے تو آج کے یہ نوجوان کل کے بڑے ادیب، بڑے شاعر، بڑے نقاد و مفکرین بن کر سامنے آئیں گے۔ میں نے صحیح سمت اور صحیح تیاری کا ذکر کیا ہے، صحیح سمت سے مراد یہ ہے کہ آپ کو یہ ابھی سے معلوم ہونا چاہیے کہ راستے کی مسافت طے کرنے کے لئے آپ کو کیا تیاری کرنی ہے؟ منزل کے تعین کے لئے ضروری ہے کہ آپ اس بات پر غور کریں کہ آپ کو ادب کی کون سی صنف میں اپنے تجربات وخیالات کا اظہار کرنا ہے، اور پھر یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اس صنف کو اختیار کرنے کے لئے آپ کو کیا کیا پڑھنا ہے؟ پڑھنا ادب کی تخلیق کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا زندہ رہنے کے لئے سانس لینا ضروری ہے۔

اس بات کی میں یہاں ذرا سی وضاحت کروں گا، جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنی صلاحیت کے ٹمٹماتے چراغ کو ساتھ لے کر پیدا ہوتا ہے، بعض بچے زیادہ ذہین ہوتے ہیں اور بعض نسبتاً کم ذہین ہوتے ہیں، ذہین بچوں کے چراغ میں کم ذہین بچوں کے مقابلے میں زیادہ تیل موجود ہوتا ہے۔ اب اگر ذہین بچہ اپنی صلاحیت کے چراغ میں مزید تیل نہ ڈالے اور اس کے مقابلے میں کم ذہین بچہ مسلسل تیل ڈالتا رہے تو کچھ ہی عرصے میں ذہین بچے کا چراغ بجھ کر رہ جائے گا اور کم ذہین بچے کا چراغ اسی طرح مسلسل روشن رہے گا۔ گویا چراغ میں مسلسل تیل ڈالنے کا عمل بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ تیل دراصل مطالعے سے، غور وفکر سے صلاحیت کے چراغ میں آتا ہے اور اسے زندہ وروشن رکھتا ہے۔

آپ نئی کار خریدتے ہیں تو وہ شوروم کا مالک ایک گیلن پٹرول ڈال کر گاڑی آپ کے سپرد کر دیتا ہے، آپ اس تیل کی مدد سے اپنے گھر آجاتے ہیں، لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ ساری عمر اسی تیل سے آپ اپنی گاڑی چلاتے رہیں۔ اس عمل سے یہ بات سامنے آئی کہ جیسے آپ کے چراغ یا گاڑی کے تیل کا مسلسل ڈالنا ضروری ہے اسی طرح ادب کے لئے مطالعہ کا تیل تخلیق

کے چراغ میں ڈالتے رہنا ضروری ہے۔ وہ لوگ جو صرف لکھتے ہیں اور پڑھنے کا شوق نہیں رکھتے ان کی تحریریں جلد ہی مرجھانے لگتی ہیں اور وہ جلد ہی خود کو دہرانے لگتے ہیں۔ فکر اور اظہار خیال اور احساس کی سطح پر خود کو دہرانا لکھنے والے کی شکست ہے اس لئے ضروری ہے کہ آپ یہ بات یاد رکھیں کہ ادب کی دنیا میں آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے لئے مطالعہ اور غور و فکر ضروری ہے۔ مطالعہ وہ راستہ ہے جس سے ادیب اپنی منزل تک پہنچتا ہے۔ آپ وہ سب کچھ پڑھیں جو آپ کو پڑھنا چاہیے۔ آپ نہ صرف اپنی زبان کا سارا جدید ادب پڑھیں بلکہ قدیم ادب کا مطالعہ بھی ذوق و شوق سے کریں تا کہ آپ اپنے ادب کی روایت سے پوری طرح واقف ہو سکیں۔ روایت سے رشتہ کاٹ کر آپ کی تحریر بے جان رہے گی۔ پھر یہی نہیں بلکہ آپ کم از کم ایک دوسری زبان کے ادب سے بھی واقف ہوں، نہ صرف واقف ہوں بلکہ اس کے مزاج دان بھی ہوں۔ آپ کی تحریر میں تازگی، توانائی اسی وقت پیدا ہوگی جب آپ اپنی زبان کے ادب کے ساتھ بیرونی زبان کے ادب سے بھی واقف ہوں۔ اس لئے میں یہ مشورہ دوں گا کہ آپ سستی شہرت سے گریز کریں اور آج ہی اپنی ذہنی بنیادوں کو مطالعے کے ذوق سے اتنا مضبوط بنالیں کہ اس پر آپ تخلیق کی بڑی اور عظیم الشان عمارت تعمیر کر سکیں۔

ہر وہ شخص جو ادب و فن کی دنیا میں قدم رکھنا چاہتا ہے یہ عمل اس کے لئے لازمی ہے۔ میری اپنی زندگی کا تجربہ یہی بتاتا ہے اور یہی بات میں اس نئے ادیب تک پہنچانا چاہتا ہوں جو ادب کی دنیا میں کچھ کرنا چاہتا ہے تا کہ تاریخ میں اس کا نام روشن جلی لفظوں میں لکھا جا سکے۔ یہ بات بظاہر بہت آسان سی نظر آتی ہے لیکن یہ راستہ اتنا پُر خار اتنا دشوار، اتنا پر پیچ ہے کہ اکثر راہ گیروں کی سانس پھول جاتی ہے اور پھر وہ وہیں بیٹھ جاتے ہیں۔ کبھی مالی مسائل کانٹے بن کر پاؤں کو زخمی کر دیتے ہیں، کبھی گھریلو الجھنیں [illegible] کر رہی ہیں [illegible] کبھی ناسازگار حالات ہمت کو پست اور حوصلوں کو مردہ کر دیتے ہیں، ادب و فن کا راستہ اسی لمحے زندگی کو قربان کرنے اور جان پر کھیل جانے کا راستہ ہے۔ یہ نہ آسائش کا راستہ ہے اور نہ معیارِ زندگی کو بلند کرنے کی کوشش کا راستہ ہے، یہ صرف ایثار کا راستہ ہے۔ اس لئے اس دشوار گزار راستے پر چلنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہیے تا کہ اگلے سفر میں آپ کو کسی قسم کی تھکن پسپا نہ کر سکے۔ اگر آپ کو دولت کمانی ہے تو پھر اس راستے کو چھوڑ دیجئے اور وہ کام کیجئے جو دولت کمانے کے لئے ضروری ہیں۔

ہر نوجوان اپنی زندگی میں کچھ بننے کے خواب دیکھتا ہے اگر آپ نے شاعر یا ادیب بننے کا خواب دیکھا ہے تو پہلے یہ بات طے کر لیجئے کہ آپ کبھی مال دار نہیں ہو سکتے۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی سوچ لیجئے کہ آپ اپنی زندگی بغیر مناسب آمدنی کے اس طور پر بسر نہیں کر سکتے جس طور پر ادب و فن کے لئے ضروری ہے۔ روپیہ کمانا آپ کا مقصد یا منزل نہیں ہونا چاہیے بلکہ آپ کی منزل ادب و فن ہونا چاہیے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ آپ اپنے لئے ایسا ذریعہ آمدنی پیدا کیجئے جس سے آپ کی منزل سامنے رہے اور آپ کا راستہ مسدود نہ ہو۔ آپ کی طبیعت میں درویشانہ بے نیازی ہونی چاہیے اور آپ کا مقصدِ حیات ہمیشہ ہر چیز پر حاوی رہے۔ جو کام آپ کریں شعور کے ساتھ کریں، شہرت کے پیچھے نہ بھاگیے بلکہ کام اور صرف کام

کیجئے تاکہ شہرت اس کام کی کوکھ سے پھوٹے۔ یہ وہ شہرت ہوگی جو آپ کے قد کو بلند، آپ کے جوہر کو روشن اور آپ کے نام کو ازخود اونچا کرے گی۔ یہ مشکل راستہ ہے لیکن یہی وہ راستہ ہے جس پر بڑے ادیبوں اور لکھنے والوں نے سفر کیا ہے اور منزل تک پہنچے ہیں۔

کوئی اعلیٰ ادبی تخلیق زندگی کے گہرے شعور کے بغیر وجود میں نہیں آتی۔ زندگی کا شعور وہ حقیقی روشنی ہے جس سے تخلیقی صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں۔ یہ شعور زندگی سے گہرے تعلق سے پیدا ہوتا ہے، زندگی کے تجربات سے پروان چڑھتا ہے، علم وفکر سے حاصل ہوتا ہے، ضروری مطالعہ، موجود زندگی کی تفہیم، تاریخ کے مطالعے، مختلف خیالات دنیا میں ایک مخصوص زمانے میں کیوں ابھرے اور پھیلے اور کیوں اور کب مر گئے، اپنی تہذیب وثقافت کی تاریخ اور اس کی موجود صورت حال پر غور کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ شعور کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے مسئلہ اور اس کی نوعیت کو سمجھ لیا ہے، زندگی ایک ''اکائی'' ہے، اگر آپ ایک ''جزو'' پر قادر ہونا چاہتے ہیں تو پھر پوری اکائی کا علم اور اس سے آگاہی ضروری ہے، یہی شعور آپ کی تحریروں کو وہ رنگ ونور عطا کرتا ہے جس سے تخلیق میں معنویت پیدا ہوتی ہے۔ اس شعور میں ماضی بھی شامل ہوتا ہے اور حال بھی۔ حال دراصل مستقبل کا ماضی ہے اسی لئے ہر لکھنے والے کو ''حال'' کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیے، اسے قبول بھی کرنا چاہیے اور رد بھی۔ وہ لکھنے والے جو زمانۂ موجود کو رد کرکے صرف ماضی یا مستقبل کی طرف دیکھتے ہیں تو ایسے میں نہ ماضی ان کا ماضی ہوتا ہے اور نہ مستقبل ان کا مستقبل ہوتا ہے۔ نئے لکھنے والوں کو میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اپنے زمانے کے ساتھ پوری طرح زندگی بسر کریں، اسے محسوس کریں، اس کی خوشبو اپنے وجود کا حصہ بنائیں، اس کی بصیرت حاصل کریں، اسے بہتر بنانے کے لئے اپنے قلم سے جدوجہد کریں، اسکی منفی قوتوں کے خلاف آواز بلند کریں اور اپنے ضمیر کی آواز کو سارے عالم کو سنانے کے لئے قلم کا سہارا لیں۔

ہمارے دور کی منفی قدریں وہ قدریں ہیں جو انسان انسان کے درمیان حاکم ومحکوم کا رشتہ قائم کرتی ہیں، جو استحصال کو پالتی پوستی ہیں، جو دولت کو چند ہاتھوں میں جمع کرکے سب دوسروں کو رعیت بنا دیتی ہیں، جو عدل وانصاف کو ختم کرتی ہیں، نئے لکھنے والوں کو ان قدروں کے خلاف جہادِ قلم کرنا چاہیے۔ آپ اسی لئے تو لکھنے کی طرف مائل ہیں کہ آپ کو ان ناانصافیوں اور زندگی کی موجود بے معنویت کا احساس ہے اور آپ اسے بامعنی وبامقصد بنانا چاہتے ہیں۔ آپ روحِ عصر کو اپنے فن میں اس طور پر سمونے کی کوشش کیجئے کہ آپ کا فن آپ کے دور کا اظہار بن جائے، لیکن یہ اظہار ایسا ہو جو اپنے دور کا حوالہ بننے کے ساتھ آپ کی روح کا بھی اظہار ہو اور آنے والے زمانوں کا احساسِ جمال بھی اس میں موجود ہو۔ یہ فی الحقیقت بہت بڑا کام ہے، لیکن اگر آپ کو بڑا بننا ہے تو پھر یہی کام آپ کو کرنا چاہیے اور اس کام کو کرنے کے لئے سخت محنت، وسیع مطالعہ، گہری فکر بھی کرنی چاہیے۔ میرا اپنا خیال ہے اور آپ بھی اس پر غور کیجئے کہ تاریخ کی اس منزل میں جہاں آپ کھڑے ہیں، جہاں ادب وفن کی دنیا میں بہت بڑے بڑے کام ہو چکے ہیں، صرف الگ راستہ بنانا کوئی منزل نہیں

ہے، بلکہ امتزاج (Synthesis) اس دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے اور اسی امتزاج کی کوکھ سے آج کا اور مستقبل کا بڑا ادب یا فن پیدا ہوسکتا ہے اور ہوگا۔ آپ اس پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ اس سلسلے میں آپ کیا کر سکتے ہیں یا آپ کو کیا کرنا چاہیے۔

نئے لکھنے والوں سے اختصار کے ساتھ چند باتیں میں اور کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ آپ جو کچھ کہیں، جو کچھ لکھیں آپ کی آواز میں دلِ دردمند کی لے شامل ہو، اس میں آپ کے خلوص کی مہک موجود ہو، آپ کی آواز میں سچائی کے اظہار کی توانائی موجود ہو اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب آپ دیانت کے ساتھ اپنی بات کہہ رہے ہوں، مصلحتیں مصالحتوں کو جنم دیتی ہیں اور مصلحتیں تخلیقی توانائی کو برباد کردیتی ہیں۔ عزیزو! آپ تو جوان ہیں، آپ نے زندگی کے سفر کا ابھی آغاز کیا ہے، زندگی کو بنانا یا سوارنا آپ کا اصل کام ہے۔ وہ زندگی جو آپ کو ملی ہے وہ نہیں ہے جو آپ اپنے بعد کی نسلوں کو دیں گے۔ یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ آنے والی نسلوں کو وہ زندگی دیں جو عدل ومساوات کی زندگی ہو۔ جو حق و دیانت کی زندگی ہو، جو انسانیت ومحبت کی زندگی ہو۔ وہ زندگی جو میں نے اپنی نئی نسل کو دی ہے اس میں دغا وفریب شامل ہے۔ اس میں استحصال وجبر موجود ہے۔ اس پر منفی قوتیں حاوی ہیں۔ اس میں مریضِ انسانیت تڑپ تڑپ کر سسک رہا ہے۔ وہ زندگی جس پر ''بنیا'' حاوی ہے، جس پر سود کی لعنت مسلط ہے، اور جس نے ساری زندگی کو جنگ کے دہانے پر لاکھڑا کیا ہے۔ وہ جنگ جو ساری دنیا کو آناً فاناً میں فنا کردے گی اور یہ خوبصورت پہاڑ، یہ حسین مرغزار، یہ کھلتے ہوئے خوشبودار پھول، یہ دریا، یہ سمندر، یہ آبشار اور یہ انسان کی تراشی ہوئی دلفریب زندگی معدوم ہوجائے گی۔ میں آپ کے سامنے اسلئے شرمسار ہوں اور زندگی کے محشر میں اپنا اعمال نامہ لئے آپ کے سامنے گناہ گار کی طرح کھڑا ہوں اور آپ سے کہہ رہا ہوں کہ میں اپنی زندگی کے مشن میں، زندگی کی قدریں بدلنے میں ناکام ہوگیا۔

میرا قلم ادب کی دنیا میں وہ کام نہیں کرسکا ہے جو اسے کرنا تھا لیکن میری عبرت آپ کے لئے ایک سبق ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کا علم وہ کام کرے جو اسے کرنا چاہیے۔ میں آج آپ کی توجہ اسی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ کام جو مجھ سے اور میری نسل سے نہ ہوسکا وہ آپ ہمت، حوصلے اور دیانت کے ساتھ کریں۔ عزیزو! اس وقت مجھے مصحفی کا ایک شعر یاد آرہا ہے وہ شعر برمحل ہے یا نہیں، لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ اسی شعر پر اپنی بات کا اختتام کروں:

وصل کی شب بھی لڑائی ہی رہی یار کے ساتھ
سر سے عاشق کے، عذابِ شبِ ہجراں نہ گیا

اب یہ فیصلہ آپ خود کیجئے کہ یہ شعر برمحل تھا یا بے محل تھا۔ غزل کے اچھے شعر کی یہی خوبی ہوتی ہے۔

☆☆......☆☆